قومی اسمبلی

میں

معاہدہ شملہ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

کی

تقریر

۱۴ر جولائی ۱۹۷۲ء

- معاہدہ شملہ کی توثیق کے ساتھ یوم المیثاق اور اسلامی نظام کے لئے کئے گئے عہد و میثاق کی توثیق بھی ضروری ہے۔
- مسلمان کسی سے دبنے یا کمزوری اور بے ہمتی کی وجہ سے معاہدہ نہیں کرتا۔
- مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اور راستے بھی کھلے رہنے چاہئیں۔
- آئندہ جو آئین بن رہا ہے وہ مکمل اسلامی ہو تب کامیابی ہو سکتی ہے۔
- بنگلہ دیش کے بارہ میں مذاکرات سے پہلے اس معاملہ میں سکوت مناسب ہے۔

محترم چیئرمین صاحب اور معزز اراکین تین چار روز سے معاہدہ شملہ سے متعلق دو قسم کی آراء کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں آراء کا اختلاف ملک کے لئے مفید رہے گا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اختلاف امتی رحمۃ اختلاف اگر خلوص پر مبنی ہو تو موجب رحمت ہے۔ مخالفت میں اگر اس معاہدے کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ صدر محترم دوسری ملاقات میں مخالف آراء کی وجہ سے کچھ مزید مراعات حاصل کر سکیں گے۔ اور جن لوگوں نے موافقت کی وہ بھی مفید رہے گی۔ اس لئے کہ صدر پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے گفتگو کرنی چاہئے۔ اگر اس معاملہ میں ان کے ہاتھ ہم نے مضبوط کئے تو انہیں اور بھی عزم و ہمت سے کام کا موقع ملے گا۔ اور ممکن ہے وہ ان مختلف خیالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب دوبارہ مذاکرات کے لئے تشریف لے جائیں گے تو یہ خیال فرما دیں گے کہ چونکہ اس سے ہماری قوم مطمئن نہیں، اس لئے ہمارے ساتھ کوئی اور قسم کا معاملہ کیا جائے تو اس سے جو بھی فائدہ ہوگا، وہ سب کے مفاد میں ہوگا۔ تو اختلاف امتی رحمۃ کی بناء پر جو بھی فیصلہ ان اختلافات کی روشنی میں ہوگا وہ باعث رحمت خداوندی ہوگا۔

ایک بات یہ عرض کرنی ہے کہ یہاں رونا اور واویلا ہو رہا ہے۔ کہ اس وقت ہم مسلمان بہت کمزور ہیں۔ میں اس خیال سے موافقت نہیں کرتا۔ اگر میری یہ نحیف آواز اندرا گاندھی اور ہندوستان تک پہنچ سکے تو میں یہ عرض کر دوں گا کہ ہم اس لحاظ سے معاہدہ قبول نہیں کرتے کہ ہم کمزور ہیں کیونکہ جب جنگ بدر میں دنیا کے کافروں کے سامنے صف آرا ہوئے ہم تو وہ ہیں کہ ۳۱۳ تھے کہ خدا

نے ہماری امداد کی اور اعانت فرمائی اور اگر کہا جائے کہ اب وہ مسلمان کہاں ! تو اس کے بارہ میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت تک میری امت میں ایک طائفہ ایسا ہوگا جو حق پر قائم رہے گا۔ تو اس طائفہ حق کی مدد خدا ہر حالت میں کرتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کے مصداق بن جائیں۔ ہم نے عزم اور ہمت نہیں ہاری۔ پاکستان کیلئے اسلام کیلئے اپنی قوم کے لئے ہمارا بچہ بچہ خون کا آخری قطرہ بہانا نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جنگ خندق میں تمام کفار، یہودی، مشرکین تمام قبائل غطفان وغیرہ جمع تھے اور ان کے مقابلہ میں صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے ہیں، تن پر کپڑا نہیں ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں لیکن پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، کوئی خاص سامان جنگ نہیں ہے۔ لیکن ۲۴ ہزار کافروں کے مقابلہ میں صحابہؓ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ے

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا ابدا

ہم وہ جماعت ہیں کہ جنہوں نے لا الہ الا اللہ۔ پڑھ کر جہاد کا معاہدہ کیا ہے کہ ہم آخری سانس تک جہاد کریں گے ہیں یہ تمہیداً اس لئے عرض کرتا ہوں کہ شاید ہماری اسمبلی کے اس اجلاس سے بھارت یہ تاثر لے کہ پاکستان تو دب گیا ہے۔ اور وہ محض کمزوری کی وجہ سے صلح کر رہا ہے۔ اب تو ہم پانچ کروڑ ہیں اور اگر سارے اسلامی ممالک کو ملایا جائے جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔ المومنون کجسد واحد۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک جسد ہیں تو ہم ستر اسی کروڑ ہیں۔ لیکن یہ ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان ؛ اپنے اسلام اپنے ملک کے تحفظ کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار ہیں۔ ہمارے عزم اور ہماری ہمتوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جیسا کہ ۱۹۶۵ء میں تھا، انشاء اللہ اب بھی وہی ہوگا۔

—— تو اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ کہیں ہماری ان تقاریر سے مسز اندرا گاندھی اور انڈیا یہ نہ سمجھے کہ اب پاکستان دب گیا ہے، اب وہ کمزور ہو گیا ہے۔ ہماری نصف سے زیادہ آبادی ہم سے چھن گئی ہے تاریخ میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ ہمارے ایک لاکھ سپاہیوں کو انہوں نے محبوس کر دیا ہے میں تین باتیں عرض کرتا ہوں :

ایک تو یہ کہ ہم نے اس معاہدہ امن کو جو تسلیم کیا ہے وہ کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی وجہ سے۔ المومن من امنہ الناس علی دماءھم واموالھم حضورؐ فرماتے ہیں کہ مؤمن کی شان یہ ہے تمام لوگوں کا خون ان کی عزت آبرو اس سے محفوظ ہو ہم کافروں کی طرح نہیں ہیں کہ عورتوں اور بچوں پر بھی ہاتھ اٹھائیں بوڑھوں مریضوں کو قتل کرنے سے ہمیں اسلام نے منع کیا ہے۔ شکر ہے کہ ۲۵ برس سے انڈیا امن کا ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ اور خدا کے ارشاد کے مطابق وان جنحوا للسلم فاجنح

جہاد وتوکلاً علی اللہ ۔ اگر دشمن نے ہاتھ بڑھایا صلح کی طرف تو ہم بھی صلح کا ہاتھ بڑھائیں گے اللہ پر توکل اور اس پر بھروسہ اور سہارا ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ ارشاد بھی ہے کہ وان نکثوا ایمانھم اور اگر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا تو ہم بھی خاموش نہیں بیٹھیں گے، بلکہ برابر کا سلوک اور رویہ اختیار کریں گے۔ اس بنا پر ہم خدا پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے امن کے ہاتھ کو کھینچنا نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ جو بھی معاملات ہوں۔ امن سے فریقین کے باہمی مذاکرات، مصالحت اور بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں طے پائیں۔ اس لحاظ سے ہم اس تجویز اور معاہدہ کو اسلامی نقطۂ نظر سے قبول کرنے کو تیار ہیں۔

۲۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ پچیس ۲۵ سال سے ہماری ملک کی جو لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ اس کا مدار کشمیر ہے۔ تو اگر کشمیر کا معاملہ طے نہ ہو تو چاہے ہم کتنے معاہدے کرتے رہیں یہ لڑائیاں جاری رہیں گی۔ تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ جموں کشمیر کے معاملہ کو طے کرانے کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ جیسا کہ معاہدہ میں کہا گیا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کی پوزیشن کا لحاظ رکھتے ہوئے امن کے ساتھ اس معاملے کو طے کریں گے ـــ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشمیر کا معاملہ اسلام کے حق میں مسلمانوں کے حق میں اور کشمیریوں کے حق میں بین الاقوامی قوانین اور حق خود ارادیت کے مطابق طے کرا دے۔ لیکن اگر ان کا خیال ہے، کہ دونوں فریقین جب متفق ہوں تب یہ بات طے ہوگی اور جب وہ متفق نہیں ہوں گے تو کشمیر کے حل کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ یعنی اگر معاہدے کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہندوستان راضی نہ ہو تو ہم کشمیر کے بارہ میں خاموش رہیں گے۔ تو ہمیں واضح کر دینا چاہیئے کہ ہم اس کے بعد اسلام کی رہنمائی میں دوسرا قدم اٹھائیں گے۔ اسلام نے اس بارہ میں بھی ہماری رہنمائی کی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حدیبیہ میں صلح ہوئی۔ مگر دو برس بعد مشرکین مکہ نے معاہدہ توڑا، چڑھائی کی، غداری ہوئی تو مسلمانوں نے بھی معاہدہ کو چھوڑ دیا اور حملہ کر کے مکہ معظمہ کو فتح کر لیا۔ ایسی صورت میں یہی حالت انشاء اللہ یہاں بھی ہوگی۔

مسٹر سپیکر :ـــ مولانا صاحب ! کچھ اختصار کریں۔

مولانا عبدالحق صاحب :ـــ محترم سپیکر صاحب ! بنگلہ دیش کے بارہ میں بھی ایک میرا مشورہ ہے۔ صدر پاکستان نے بنگلہ دیش سے متعلق اب تک کچھ نہیں کہا نہ شاید مذاکرات ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس بارہ میں سکوت اختیار کرنا مفید اور مناسب ہے۔

دیکھئے اگر آج ہم یہاں کہیں کہ ہم بنگلہ دیش کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آئندہ مذاکرات میں ہمارے صدر صاحب کی پوزیشن کمزور ہوگی۔ اگر وہ اس سلسلہ میں مصلحتاً سخت موقف اختیار کریں گے۔ تو بھارت کہے گا کہ تمہاری اسمبلی نے تسلیم کرنے کی بات کی ہے تم کیسے نہیں مانتے۔ اور اگر ہم کہیں کہ بنگلہ دیش کو کسی

حال میں تسلیم نہیں کرتے تو آئندہ مذاکرات میں پھر بھی صدر کی پوزیشن کمزور ہوگی کہ تمہاری اسمبلی بھی تمہارا ساتھ نہیں دیتی۔

تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک بنگلہ دیش کے بارہ میں مذاکرات سے واضح صورت سامنے نہیں آتی اس وقت تک ہمیں اس طرف سے خاموشی اختیار کرنی چاہئے اس کے بعد انشاء اللہ قومی اسمبلی کا اجلاس ہوگا اور ہم فیصلہ کرسکیں گے۔

۳۔ تیسری اور اہم گذارش یہ ہے کہ آج میثاق شملہ کی توثیق کرتے ہوئے یوم المیثاق کے عہد و پیمان کی توثیق بھی ہونی چاہئیے کہ جب پیدائش سے قبل ہمارے رب نے پوچھا ، الست بربکم۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ قالوا بلی۔ ہم سب نے ربوبیت اور حاکمیت کا اعتراف کیا تو وعدہ کیا۔ اس عہد کا لحاظ ہر وقت ضروری ہے۔

اور پھر ہم نے قیام پاکستان کے وقت ایک عہد اور ایک معاہدہ کیا ایک میثاق ہوا اللہ اور رسول سے کہ ہم اس ملک میں خدا ، رسول اور اسلام کا نظام مکمل طور پر نافذ کریں گے۔ اس لئے اس میثاق کی توثیق کرنے کے ساتھ اس میثاق کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ آئندہ جو آئین بن رہا ہے وہ اسلامی ہو عہد کی تجدید و توثیق ہو تو ہم کامیاب ہوں گے۔

بقیہ - اسمبلی میں تقریر ـــــ گذارتے ہیں دیگر عورتیں بیں جاتے ہیں ہم اقوام کو کیا کرتے ہیں۔ ؟ کہ ہم نے ہی سے منتخب کرلیا ہے یہ صرف تشابہ ہے ۔ دیگر قوموں سے ہر قوم کا یونیفارم ہوتا ہے ۔ تہذیب اور تمدن ہوتا ہے۔ ہم اپنے ثقافت اپنے طریقوں اور تہذیب و تمدن کو اپنا کر ہی الگ وجود قائم رکھ سکتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے کہ اگر میری حکومت میں حضورؐ کی ایک سنت بھی زندہ ہو اور اس کی وجہ سے میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو میں کامیاب ہوں گا۔

ـــ تو میری ادھر کے حضرات سے بھی اور پیپلز پارٹی کے بھائیوں سے بھی اپیل ہے کہ یہ مسئلہ طے کردیں۔ یہ آپ کے کارناموں میں سے ایک بڑا کارنامہ ہوگا۔

اگر سید الایام جمعہ کو ہم چھٹی منائیں تو مزدور ملازم طبقہ نماز میں بآسانی شامل ہو سکے گا۔ عیسائیوں کے تشابہ سے بچ جائیں گے۔ محنت کے لحاظ سے اقتصادی فائدہ ہوگا۔ حضورِ اقدسؐ اور صحابہؓ کے زمانہ میں جمعہ کو تو طلوع شمس کے ساتھ ہی لوگ مسجدوں میں آجاتے تھے۔ اگر چھٹی نہ ہو تو کون ہے جو جمعہ کی نماز کو پہنچ سکے ـــــ اس بناء پر میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔